Al-Azhār

Volume 8, Issue 1 (Jan-June, 2022)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/18

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/352

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v8i01.352

Title Explination and implementation of the Legal Maxim concerning "Ubi Jus Ibi" in the light of Broom's Legal Maxims and the Ottoman Mejelle: An Academic & copmerative Review

Author (s): Dr. Saleem Khan

Received on: 26 June, 2021

Accepted on: 27 May, 2022

Published on: 25 June, 2022

Citation: Dr. Saleem Khan, "Construction: Explination and implementation of the Legal Maxim concerning "Ubi Jus Ibi" in the light of Broom's Legal Maxims and the Ottoman Mejelle: An Academic & copmerative Review," Al-Azhār: 8 no, 1 (2022): 194-210

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

ہربرٹ بروم کے قانونی قواعد اور مجلّۃ الأحکام العدلیۃ کی روشنی میں "قاعدہ ازالہ ضرر" کی تعبیر و اطلاق کا علمی وتقابلی جائزہ

Explination and implementation of the Legal Maxim concerning "Ubi Jus Ibi" in the light of Broom's Legal Maxims and the Ottoman Mejelle: An Academic & copmerative Review.

ڈاکٹر سلیم خان *

Abstract

Many jurists and legal experts inked and accommodated Legal Maxims in their esteemed works, as it is considerd a distinctive chapter of the Legal literature as well as it's generally considerd a doorway and conductive to ijtih┐ d.

Among these celebrated works "A Selection of Legal Maxims, Classified and Illustrated" known as Legal Maxims of Herbert Broom, a cambridge graduate and "The Ottomon Mejelle known as Majallat al-A ╒k┐ m al-'Adliyyah" got venerable positions in the West and East accordingly. Both works have enlighren Legal Maxims specifically. Among these Maxims a particular as well as fundamental Maxim is related to wrong (damege) and its legitimate remedy.

This study focuses on explianation and implementation of the said Maxim in the light of aforementioned works.

Key words: Legal Maxims, wrong (damege) and its legitimate remedy, Broom's Legal Maxims, Majallat al-A ╒k┐ m al-'Adliyyah.

*لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پشاور۔

تمہید:

انسانی طبائع کا اختلاف اور تنوع مشیتِ ایزدی اور ارادہ خداوندی کا مرہونِ منت ہے، جس پر اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے قانون نے بطورِ نص

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ [1] کے ذریعے مہرِ تصدیق ثبت کی ہے جو کہ اس کائنات کی رنگینی کو چار چاند لگا دیتا لیکن یہ تنوع اور اختلاف کبھی کبھار اتنا گہرا ہو جاتا ہے کہ بعض انسان دوسرے انسانون کے لئے مضر ثابت ہوتے ہیں۔ قانونِ خداوندی کے ساتھ ساتھ قانونِ وضعی کو بھی اس کا پورا پورا ادراک ہے اور اس سے نمٹنے کے لئے دونوں طرح کے قوانین نے مخصوص قواعد اور اصول وضع کرر کھے ہیں۔

ان قواعد میں سے قاعدہ" ازالہِ ضرر" بھی شامل ہے، جو در حقیقت ایک انسان کو دوسرے کی ضرر اور نقصان سے بچانے اور ضرر رسانی کی صورت میں اس کا ازالہ کروانے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ ذیل کے سطور میں اس کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

قاعدہ" ازالہ ضرر "کا شمار ان پانچ بنیادی قواعد میں ہوتا ہے جن کو" القواعد الفقهية الأساسية الكبرى "کہا جاتا ہے، جو کہ تقریباً تمام فقہی مسائل اور جزئیات کے لئے بنیاد اور اساس سمجھے جاتے ہیں، یا پھر جن کو فقہ اسلامی کا نچوڑ سمجھا جاتا ہے۔ مذکورہ پانچ بنیادی قواعد کو تشریع اسلامی کے ماہرین نے مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

1. " الأمُورُ بمقاصِدِها "
2. " اليقينُ لايَزولُ بالشّک "
3. " المشَقة تجَلِبُ التّيسيرَ "
4. " الضّررُ يُزالُ "
5. " العادة مُحَكّمة " [2]

مذکورہ بالا پانچ وہ قواعد کلیہ ہیں جن پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کیونکہ فقہ اسلامی کا پورا نظام ان قواعد کے گرد گھومتا ہے اور تقریباً تمام فقہی مسائل، جزئیات اور فروعات انہی قواعد پر متفرع ہیں۔

فقہ اسلامی میں قاعدہ" الضرر يُزال [3] بالفاظِ دیگر الضّرر المزال" [Wrong is to be undone] مرکزی نوعیت کا قاعدہ ہے جس کی بنیاد پر ہر طرح کے قانونی حقوق کو پہنچائے گئے نقصانات کا ازالہ اور مداوا کیا جاتا ہے۔

قاعدہ:" الضرر يزال "کا فقہی و قانونی اساس

مذکورہ قاعدہ کو اساس فراہم کرنے والی روایات کو سنن اور صحاح کے مؤلفین نے اپنی اپنی کاوشوں میں جگہ دی ہے۔ امام بخاریؒ[4] نے اس ضمن میں ترجمۃ الباب بھی فراہم کیا ہے۔ ان روایات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ[5] اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما[6] دونوں کے طریق سے روایت نقل کی ہے۔

''عَن عُبادة بن الصّامت رضی الله عنه أنّ رَسولَ الله ﷺ، قَضٰى أن لاّ ضَرَرَ ولاضِرَار '' [7]

'' وعَن ابن عَباس رضی الله عنه قَالَ: قالَ رَسول الله ﷺ : لا ضَرَرَ ولا ضِرَار '' [8]

سننِ الدار قطنی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ[9] اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

" لا ضرَرَ وَلَا إضرَارَ"[10] ، مستدرک حاکم کے الفاظ ہیں۔" لَاضَرَرَ ولا ضِرارَ، مَن ضارَّ ضاره الله ومَن شاقّ شاقّ الله عَليه "[11] سنن ابی داؤد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے" من ضارّ أضرالله به ومن شاقّ شاقّ الله عليه"[12] امام بخاری نے بھی اس ضمن میں صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے" بَابُ مَن شَاقّ شَقّ الله عَليه "[13] مذکورہ بالا روایات زیرِ بحث قاعدہ کے لئے اساس فراہم کرتی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان قواعد کے بنیادی مأخذ میں سے کتاب اللہ، سنت یا پھر ائمہ مجتہدین کا اجتہاد شامل ہے۔

جیسے قاعدہ" **المرءمؤاخذبإقراره** " کے لئے مأخذ اللہ تعالیٰ کا قول **وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ**[14] قاعدہ" الأمور بمقاصدها " کا مأخذ حدیث" إنما الأعمال بالنّيات "[15] اور قاعدہ'' الضّرر يُزال "کے لئے مأخذ وہ احادیث ہیں جن کی تخریج ابھی گزر چکی۔

اسی طرح قاعدہ" الأصلُ فِی الكَلَامِ الحَقِيقه " کے لئے مأخذ لغتِ عربی اور قاعدہ" التّابِعُ تَابِع"کے لئے مأخذ علمِ منطق کے مسلمات ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔" القَوَاعِدُ الفقهيه وَتَطبِيقا تُها فِی المِذَاهب الأربَعة "[16]

" ضرر" نفع کی ضد ہے اور قرآن مجید میں بھی یہ لفظ کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَى ضُرٍّ مَسَّهُ[17] وقال تعالیٰ: لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ[18]

وقال تعالیٰ: وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ[19]

قاعدہ مذکورہ کے تحت خیارِ رؤیت، حقِ شفعہ، تلف شدہ چیز کا ضمان، مشرکین اور باغیوں سے لڑائی، ائمہ، والیوں اور

جج صاحبان کی تقرری وغیرہ جیسے اہم فقہی ابواب کی مشروعیت سامنے آتی ہے۔ ملاحظہ ہو شرح المجلۃ از محمد خالد الاتاسی۔[20]

متفرق اطلاقات بابتِ قاعدہ مذکورہ

اس ضمن میں "Broom's Legal Maxims" کے قاعدہ "There is no wrong without a remedy" [21] اور مجلۃ الأحکام العدلیۃ کے قاعدہ" الضّرر یُزال " [22] کی اطلاقی اور تطبیقی صورتوں کو اجاگر کیا جارہا ہے کہ ہربرٹ بروم نے اس قاعدہ کا اطلاق کن کن مواقع پر، کیسے اور کن شرائط کے ساتھ کیا ہے، اسی طرح "Broom's Legal Maxims" کی معاصر اور اس وقت اسلامی دنیا

(خلافتِ عثمانیہ) کے لئے بطور دستور نافذ العمل کتاب" مجلۃ الأحکام العدلیۃ" میں اس قاعدہ کو کیسے پروان چڑھایا گیا گیاہے اور فقہ اسلامی کے کون کون سے مسائل کا حل مذکورہ قاعدہ کی بنیاد پر پیش کیا گیاہے۔ زیرِ بحث قاعدہ سے متعلق متذکرہ دونوں مصادر یعنی

"Broom's Legal Maxims" اور" مجلۃ الأحکام العدلیۃ" کی تحقیق اور علمی وتقابلی جائزہ میں تحقیق کے اہم اصول ترتیبِ زمانی(Chronological Order) کا لحاظ رکھا جائے گا کہ زمانی ترتیب سے جو کتاب پہلے لکھی گئی ہے اس کے متعلقہ قاعدہ کو پہلے تحقیقی عمل سے گزارا جائے گا اور اس کے بعد دوسری کتاب سے متعلقہ قاعدہ کو تحقیقی وتقابلی عمل سے ہمکنار کیا جائے گا۔ واضح رہے کہ ہربرٹ بروم نے اپنی کتاب کو پہلی مرتبہ 1845ء میں شائع کیا تھا جبکہ " مجلۃ الأحکام العدلیۃ" کو ترکی کے " احمد جودت پاشا" کی نگرانی میں 1876ء میں مرتب کیا گیاہے۔ اس حوالے سے حسبِ ترتیب سب سے پہلے "Broom's Legal Maxims" سے اس قانونی قاعدہ کا انتخاب کرکے اس سے متعلق "Herbert Broom" کی تعبیرات اور اطلاقی وانطباقی صورتوں کو اجاگر کیا جائے گا جس کے بعد" مجلۃ الأحکام العدلیۃ" سے اس کے مشابہ قاعدہ کو لاکر" المجلۃ" کے دو مشہور شُرّاح یعنی" محمد خالد الاتاسی اور سلیم رستم باز اللبنانی" کی شروح المجلۃ سے مدد لی جائے گی۔

اصولِ قانون سے متعلق "Herbert Broom" کی معرکۃ الآراء تصنیف "Broom's Legal Maxims" انیسویں صدی کے وسط میں لکھی گئی ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے۔ مذکورہ کتاب کا پانچواں باب ان قانونی قواعد پر مشتمل ہے جو مغربی قانون کے لئے بطور اساس کام کرتے ہیں۔ اس باب میں موصوف نے رومی

اور دیگر معاصر قوانین کے اساسی قواعد جن کو (Fundamental Legal Principles) سے تعبیر کیا جاتا ہے، کو لاطینی زبان میں جمع کر کے ساتھ ساتھ ان کا انگریزی ترجمہ بھی لکھا ہے۔ اس کے بعد ان قواعد کی قانونی تشریحات اور ان کی اطلاق، تطبیقی اور انطباقی صورتوں سے اس کتاب کو مزین کیا ہے جو در حقیقت ایک بہترین علمی اور قانونی کاوش ہے جس سے مابعد زمانہ میں پوری دنیا مستفید ہوتی چلی آرہی ہے۔

"Herbert Broom" نے اپنی کتاب کے باب پنجم میں پہلے نمبر پر جو قاعدہ لاطینی زبان میں بیان کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

"UBI JUS IBI REMEDIUM"

جس کا انگریزی ترجمہ انہوں نے یوں کیا ہے: "There is no wrong without a remedy"

یعنی مداوا کے بغیر کوئی ضرر موجود نہیں، یا ہر قانونی حق کے نقصان کا ازالہ موجود ہوتا ہے، یا ہر نقصان کی تلافی یقینی بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

یہ انتہائی اہمیت کا حامل قاعدہ اس لئے ہے کہ "Herbert Broom" نے اپنی کتاب کے بنیادی اور اساسی قواعد والے باب میں اس قاعدہ کو پہلی نمبر پر رکھا ہے اور اگر موصوف نے کسی قاعدہ کی سب سے زیادہ تشریح، دیوانی اور فوجداری مقدمات سے متعلق سب سے زیادہ اطلاقی اور انطباقی صورتیں ذکر کی ہیں تو وہ اسی قاعدہ سے متعلق ہیں۔ "Herbert Broom" کے نزدیک متذکرہ قاعدہ کا شمار اساسی نوعیت کے حامل ان قواعد میں ہوتا ہے جن کی حیثیت قانونی عمارت کے لئے ستونوں جیسی ہوتی ہے۔ جن کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

"They may be considered as exhibiting the very foundations on which the legal science rests…"[23]

یعنی یہ کلی قواعد وہ اساس اور بنیادیں ہیں جن کے گرد علم القانون کی پوری چکی گھومتی رہتی ہے۔

ہربرٹ بروم کے مطابق "There is no wrong without a remedy" کا مطلب یہ ہے کہ قانون کسی شخص کے قانونی حق کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ امکانی حد تک اس حق کی حفاظت کو بھی یقینی بناتا ہے۔ فاضل بروم لکھتے ہیں:

"Where there is a right there is a remedy"[24]

یعنی کسی حق کا ضیاع اور اس کی تلافی باہم لازم اور ملزوم ہیں جن کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ قاعدہ

مذکورہ میں "wrong" سے مراد " Legal Authority "(اختیار بموجبِ قانون) ہے جس کو بروئے کار لاتے ہوئے صاحبِ حق اپنے اس حق کا مطالبہ کر سکتا ہے اور "Remedy" سے مراد وہ تمام قانونی ذرائع اور وسائل ہیں جن کو بروئے کار لاتے ہوئے صاحبِ حق اپنے اس نقصان کی "Recovery" کرتا ہے۔ یا "Remedy" سے مراد شخصِ متضرر کا وہ استحقاقِ دعوٰی ہے جو وہ اپنے ضائع شدہ حق کو حاصل کرنے کے لئے عدالت میں دائر کرتا ہے۔ ہربرٹ بروم مزید وضاحت کے طور پر لکھتے ہیں:

> "JUS signifies here, the legal authority to do or to demand something and remedium may be defined to be the right of action, or the means given by law for the recovery or assertion of a right"[25]

یعنی قانون جس طرح استحقاقِ ملکیت کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے ویسے ہی قانونی حق کو نقصان پہنچانے کی انسداد کا بھی بندوبست کرتا ہے اور اگر اس کے باوجود بھی کسی شخص نے دوسرے شخص کا یہ قانونی حق ضائع کر کے اس کو نقصان پہنچایا تو قانون شخصِ متضرر کے اس نقصان کا ازالہ کر کے اس کو انصاف فراہم کرتا ہے۔ اس ضمن میں فاضل موصوف لکھتے ہیں:

> "Want of right and want of remedy are reciprocal"[26]

یعنی کسی حق کا ضیاع اور اس کی تلافی باہم لازم اور ملزوم ہیں جن کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے، اس کی تلافی کی کوشش کی جائے گی۔

ہربرٹ بروم کہتا ہے کہ "There is no wrong without a remedy" کی روح کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی "wrong" کی کوئی صورت موجود ہو وہاں پر "remedy" کا ہونا ضروری ہے۔

"UBI JUS IBI REMEDIUM" کی مزید وضاحت کے لئے ہربرٹ بروم نے [27] "Lord Halt" کے حوالے سے ایک بات ذکر کی ہے وہ یہ کہ اگر لوگ "wrongs/Injuries" کو بار بار دہراتے رہیں گے ان کے خلاف "Action" بھی بار بار لیا جائے گا کیونکہ یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جہاں پر "Injury" ہو گی وہاں پر "Remedy" ضرور ہو گی تاکہ ہر ضرر اور نقصان کے بدلے شخصِ متضرر کے نقصان کا ازالہ کر کے اس کو انصاف فراہم کیا جائے۔ ہربرٹ بروم کہتے ہیں:

> "New actions may be brought as often as new injuries and wrongs are repeated"[28]

قاعدہ مذکورہ کی استثنائی صورتیں:

"Wrong" اور "Remedy" کی اس تشریح کے بعد ہربرٹ بروم نے مذکورہ بالا قاعدہ کی کچھ استثنائی صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے پاس بہت ساری ایسی صورتیں بھی ہیں جہاں پر "Wrong/Injury" موجود ہو لیکن اس کے لئے کوئی "Remedy" موجود نہیں ہوتی اور اس "wrong/injury/damage" کی حیثیت بھی قانونی ہوتی ہے یعنی قانون کی نظر میں یہ ضرر اور نقصان گردانا جاتا ہے لیکن پھر بھی قانونی لحاظ سے اس کے لئے کسی قسم کا مداوا نہیں ہوتا ہے۔ پس یہ مذکورہ بالا قاعدہ کی ایک استثنائی صورت ہوئی کہ "عام حالات میں ضرر موجبِ ازالہ اور موجبِ ضمان ہوتا ہے" لیکن یہ کچھ مخصوص حالات ایسے بھی ہیں جہاں پر "ضرر یا نقصان" قابل غور نہیں ہوتا ہے۔ با الفاظ دیگر اس قسم کے "wrong/injury/damage" پر "UBI JUS IBI REMEDIUM" کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا ہے۔ پس ضرر اور نقصان جس کے لئے قانونی لحاظ سے کوئی بھی "Remedy" موجود نہ ہو، فاضل بروم کے نزدیک اس کے لئے ضرر بلا موجبِ نقصان یعنی

"DAMNUM ABSQUE INJURIA" (Wrong with no remedy)

کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے کسی قانونی حق کو نیّتِ بد یا غلط محرک (ill-well or bad motive) کی بنیاد پر استعمال کرتا ہے جس کے نتیجے میں دوسروں کے حقوق بھی متأثر ہو جاتے ہیں، وہ لوگ عدالت کے حکم امتناعی کے ذریعے اس شخص کو اپنے اس قانونی حق کے استعمال سے رکواتے ہیں تو ہربرٹ بروم کے نزدیک یہ ایسا نہیں کہ قانون اس ضرر کو سرے سے ضرر کے زمرے میں شمار نہیں کرتا ہے، نہیں بلکہ اس کو ضرر ہی کہتا ہے لیکن اس کے ازالے کا بندوبست نہیں کرتا ہے کیونکہ:

> Hard cases are apt to introduce bad law"[29]"

یعنی "کٹھن اور نامساعد حالات سخت قانون کو جنم دیتے ہیں"

معلوم ہوا کہ شخصِ مذکور کی یہ ضرر عدمِ ضمان وازالہ کے لحاظ سے قانونی نقطہ نظر سے کالعدم ہے کیونکہ اس کا کوئی ازالہ موجود نہیں ہے جو کہ "Wrong" اور "Remedy" کے قاعدہ کی ایک استثنائی صورت ہے۔ لیکن اس قسم کے "امتناع عن استعمال الحق" کے لئے مناسب ثبوت اور دلیل کا فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔

> Proof of malice, in the sense of improper motive, is required"[30]"

گویا کہ یہاں پر دو چیزیں ہیں: ❶ وجود الحق ❷ استعمال الحق

پس "امتناع عن استعمال الحق" کے لئے جو ثبوت درکار ہوتی ہے اس سے "وجود الحق" کی نفی نہیں کی جا سکتی بلکہ اس سے "استعمالِ حق" کی نفی کر کے شخصِ مذکور کے حق میں "حکمِ امتناعی" جاری کیا جائے گا اور اس کو غلط طریقے اور نیّتِ بد سے اپنے ہی حق کے استعمال کرنے سے رکوایا جائے گا جس کے نتیجے میں اس کو جو ضرر پہنچی ہو قانون میں اس کا کوئی ازالہ اور مداوا موجود نہیں ہے گویا کہ یہ شخصِ مذکور کے حق میں ایک طرح کا "سخت قانون" ہے جو مذکورہ غیر موافق حالات کا نتیجہ ہے۔

الغرض ہربرٹ بروم نے "Wrong" اور "Remedy" سے متعلق قاعدہ "There is no wrong without a remedy" کے ہر جانب اور ہر پہلو پر کافی بسط اور تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اس کے اطلاق، انطباق اور استثنائی صورتوں پر گفتگو کی ہے اور ڈھیر سارے جزئیات اور نظائر کی بنیاد پر متعلقہ قاعدہ کی تشریح کی ہے جو صدیوں پہلے فاضل بروم کے قانونی مسائل پر مکمل دسترس کی زندہ مثالیں ہیں۔

✪ بحث و تحقیق کے اہم اصول ترتیبِ زمانی (Chronological Order) کا لحاظ کرتے ہوئے "Broom's Legal Maxims" کے بعد مجلۃ الأحکام العدلیۃ کی دو شروحات "شرح المجلۃ از محمد خالد الاتاسی" اور "شرح المجلۃ از سلیم رستم باز" کے تناظر میں قاعدہ مذکورہ سے متعلق فقہی اور قانونی تعبیرات و اطلاقات پر گفتگو کی جارہی ہے۔

"مجلۃ الأحکام العدلیۃ" نے ضرر اور نقصان سے متعلق قاعدہ کو "الضّرر یُزال" کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے جس کا شمار ان پانچ قواعد میں ہوتا ہے جنہیں "القواعد الفقهية الأساسية الكبرٰى" کہا جاتا ہے۔

یہ وہ قواعد کلیہ ہیں جن کو تقریباً تمام فقہاء اور اصولیین نے بروئے کار لاکر فقہ اسلامی کی عمارت کھڑی کی ہے۔ بنابریں "امام السیوطی" [31] نے مذکورہ قاعدہ کو اپنی "الأشباه والنظائر في قواعد وفروع فقه الشافعي" میں پانچ بنیادی قواعد میں جبکہ "علامہ ابن نجیم الحنفی" [32] نے اس کو اپنی "الأشباه والنظائر على مذهب أبي حنيفه النعمان" میں بنیادی چھ قواعد میں جگہ دی ہے۔

"الضّرر یُزال" کلیدی اہمیت کا حامل قاعدہ ہے کیونکہ فقہ اسلامی کی بیشتر ابواب میں کثیر تعداد میں ذکر شدہ مسائل کی بنیاد اسی قاعدہ پر ہے۔ جیسے خیارِ عیب، خیارِ شرط، خیارِ رؤیت وغیرہ کی مشروعیت کے پیچھے یہی قاعدہ کار فرما ہے۔ مثلاً خیارِ عیب میں اگر خریدار کو کوئی معیوب مبیع ملے تو ظاہر ہے کہ اس کو صحیح وسلامت مبیع کی قیمت پر خریدنا خریدار

کے حق میں ضرر اور نقصان ہے، اب مذکورہ خریدار سے یہ ضرر اور نقصان دفع کرنا ضروری ہے جس کے لئے بنیاد یہی قاعدۂ ازالۂ ضرر ہے جس کے تحت خریدار کے پاس اختیار ہوتا ہے کہ یا تو مبیع کو واپس کر کے بائع سے پوری قیمت واپس لے لے یا پھر عیب دار مبیع کی قیمت لگا کر بائع سے اضافی قیمت واپس طلب کرے۔ دونوں صورتوں میں وہ اپنے اس نقصان کا ازالہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو خسارے سے بچا سکتا ہے۔ اور یہی حال خیارِ شرط اور خیارِ رؤیت کا بھی ہے بلکہ خیارات کی جمیع اقسام سے متعلق ابواب کی بنیاد اسی قاعدہ پر قائم ہے۔ اسی طرح کسی آزاد شخص کی تصرفات پر جو شرعی پابندی عائد کی جاتی ہے ان تمام کے پیچھے یہی قاعدہ کارفرما ہے مثلاً کسی سفیہ / بے وقوف، مجنون اور نابالغ کے جملہ مالی تصرفات وغیرہ اسی قاعدے کی بنیاد پر کالعدم قرار دیئے جاتے ہیں، ان لوگوں کا بیع و شراء، وقف اور ھبہ وغیرہ کالعدم تصور کیے جاتے ہیں کیونکہ ان کو نافذ قرار دینے کی صورت میں اکثر اوقات میں ان کا نقصان ہوتا ہے۔ انہیں اس نقصان سے بچانے کی خاطر قاعدہ مذکورہ کے تحت ان کو اس قسم کے تصرفات کے لئے نا اہل قرار دیا گیا ہے تاکہ کوئی ان کی بے وقوفی اور سمجھ بوجھ کی کمی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں نقصان نہ پہنچائے۔

✪ اسی طرح فقہ اسلامی نے حقِ شفعہ کو مشروع اور جائز قرار دیا ہے تاکہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کی وجہ سے بد ہمسائیگی کے نقصان اور ضرر سے دوچار نہ ہو۔ حقِ شفعہ کی مشروعیت بھی اسی قاعدے کا مرہونِ منت ہے۔ اس میں بھی ازالۂ ضرر ہوتا ہے کیونکہ فقہاء کی اصطلاح میں

" الشفعة هي تملک العقارِ لدفع ضررِ الجوار "یعنی پڑوسی کے ضرر سے بچنے کے لئے پڑوس میں موجود زمین کی ملکیت بذاتِ خود حاصل کرنا" شفعہ "کہلاتا ہے۔ پس بد ہمسائیگی کی ضرر سے بچنے کی خاطر شریعت نے قاعدۂ ازالۂ ضرر کے تحت اس مالکِ مکان کو شفعہ کا حق دیا ہے۔

✪ شراکت داری، حدود، تعزیرات، کفارات، مالی نقصانات کا ازالہ وغیرہ تمام امور میں وسیع تر ذاتی، ملکی اور قومی مفاد اور اسی طرح قومی نقصانات کے ازالے کو بھی زیرِ بحث قاعدہ کی بنیاد پر یقینی بنایا جاتا ہے۔ "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" میں مذکور اس قاعدے کی بہت ساری اطلاقی اور انطباقی صورتیں ذکر کی گئی ہیں جن میں سے چیدہ چیدہ نظائر ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

✪ قاعدہ" الضّرر يُزال "کو مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں مادہ:20 کے تحت ذکر کیا گیا ہے جبکہ اس سے پہلے مادہ: 19 کے تحت مذکورہ کتاب میں

" لاضَرر ولا ضِرار " [33] والا قاعدہ ذکر کیا گیا ہے، درحقیقت دونوں قواعد کا مفہوم ایک ہی ہے یہی وجہ ہے کہ

دونوں کے مصداقات اور اطلاقات بھی ایک ہی ہیں۔ چنانچہ اس کی ایک نظیر یہ ہے کہ مثلاً ایک جائیداد دو افراد کے درمیان شریک ہے لیکن یا تو یہ جائیداد ناقابل تقسیم ہے یا تقسیم کے بعد اس کی قیمت اور منافع کم ہونے کا امکان موجود ہے اور اس پر کوئی آبادی یا تعمیر موجود نہیں ہے۔ دونوں شرکاء میں ایک شریک اس جائیداد پر آبادی تعمیر کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے دوسرے شریک کو اس تعمیر پر مجبور کرتے ہوئے یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ تم بھی اس تعمیر میں اپنا حصہ ڈالو کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ دوسرے شریک کے پاس تعمیر کے لیے رقم ہی موجود نہ ہو، یا رقم تو موجود ہو لیکن وہ اس جائیداد میں آبادی کی تعمیر میں سرے سے کوئی دلچسپی نہ رکھتا ہو۔ دونوں صورتوں میں اسی شریک کو آبادی پر مجبور کرنا اس کے حق میں ضرر اور نقصان ہے جس کا دفعیہ ضروری ہے۔ اس کی صورت یہ نکالی گئی ہے کہ جو شریک تعمیر کا ارادہ رکھتا ہو اس کو کہا جائے گا کہ تم اپنی طرف سے تعمیر کے تمام اخراجات ادا کرو اور اس عمارت کو اپنے قبضے میں رکھ کر اس سے رہائش اور کرایہ کی صورت میں استفادہ حاصل کرتے رہو یہاں تک کہ اپنے شریک کے حصے کے برابر رقم حاصل کرو۔ اس صورت میں تعمیر کا ارادہ رکھنے والے شریک کی بھی رعایت ہے اور اس شریک سے بھی نقصان اور ضرر دفع کرنا ممکن ہو گیا ہے جو تعمیر کا ارادہ نہیں رکھتا، یا ارادہ رکھتا ہے لیکن اخراجات برداشت نہیں کر سکتا۔

✪ اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر جائیداد دو شریکوں کے درمیان مشترک ہے اور وہ قابل تقسیم بھی ہے، اس کے ساتھ ساتھ تقسیم کے بعد اس کے منافع بھی کم نہیں ہوتے اور ایک شریک اس جائیداد پر تعمیر کا ارادہ رکھتا ہے جبکہ دوسرے کا کوئی ارادہ نہیں تو اس کو تعمیر پر فوراً مجبور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس میں اس کا ضرر اور نقصان موجود ہے، اور چونکہ یہ جائیداد قابلِ تقسیم بھی ہے اور تقسیم کے بعد اس کے منفعت میں کوئی کمی اور خرابی بھی نہیں آرہی ہے لھذا جائیداد کو دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے تاکہ ہر کوئی اپنی مرضی کے مطابق اپنی جائیداد میں تصرف کر سکے۔ اور اگر یہ جائیداد ناقابلِ تقسیم ہو جیسے ایک حمام یا دکان کے برابر زمین ہے جس کو تقسیم کرنے کے بعد کسی بھی چیز کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا، یا قابلِ تقسیم ہے لیکن تقسیم کے بعد اس کی قیمت میں بہت زیادہ کمی آتی ہو یا اس کے منافع ضائع ہونے کا امکان موجود ہو، تو ایسی جائیداد کا حکم پہلے گزر چکا۔ البتہ اگر اس قسم کی جائیداد دو یتیموں کے درمیان مشترک ہو اور وہ دونوں اس جائیداد پر تعمیر کرنے کے لئے محتاج ہوں (مثلاً ان کا اپنا گھر نہیں اور گھر بنانے کے لئے بس یہی جائیداد ہے) اور ان یتیموں کے دو وصی موجود ہیں، اور دونوں میں سے ایک یتیموں کے لئے اس جائیداد پر مکان تعمیر کرنا چاہتا ہے لیکن دوسرا وصی انکار کرتا ہے، اس صورت میں حاکمِ وقت یا قاضی اس منکر وصی کو تعمیر پر مجبور کر سکتا ہے کیونکہ تعمیر نہ کرنے کی صورت میں یتیموں کا ضرر لازم آتا ہے (جس کو

''الضرر یزال '' کے تحت دفع کرنا ضروری ہے) [34]

✪ اسی طرح اگر کسی کی لونڈی یا غلام ہے اور وہ شادی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کے آقا کو ان کی شادی کے اخراجات اٹھانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور لونڈی کی شادی ان کی بنیادی ضروریات میں سے شامل ہے لیکن رقم نہ ہونے کی صورت میں وہ اپنی اس بنیادی ضرورت سے محروم ہیں، دوسری طرف ان کی شادی کرانا آقا کی ذمہ داری بھی نہیں ہے پس اگرچہ لونڈی اور غلام بھی محتاج ہیں لیکن آقا کو ان کی شادی کے اخراجات اٹھانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ آقا کے حق میں ضرر اور نقصان ہے جس کا آقا سے'' الضّرر یُزال '' کے تحت دور کرنا ضروری ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی مضطر کی حالتِ اضطرار کو نظر انداز کرکے دوسرے مضطر کی حاجت روائی کو بھی شرعی اور قانونی لحاظ سے درست نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اس سلسلے میں علامہ الاتاسی فرماتے ہیں:

'' وَلَا یُجبَر السّید علی تَزوِیج عَبده او أَمَته وإن تضرّرَا ـــ ولا یأکل المضطَرُّ طعامَ مضطرّ آخرَ ولا شَیئا مَن بَدَنه '' [35]

کیونکہ اس صورت میں ایک کی حاجت روائی یا اس کو اجازت دینے کی صورت میں دوسرے کا نقصان ہو رہا ہے، گویا کہ یہ ''الضرر یزال'' کی روح کے خلاف ہے جو ازالۂ ضرر کا تقاضا کرتی ہے حالانکہ یہاں پر ایک ضرر کو ختم کرنے کی وجہ سے اسی طرح دوسری ضرر کو جنم دینا ہے جو درحقیقت ازالۂ ضرر کی بجائے احداثِ ضرر ہے لھٰذا مذکور بالا صورتوں کو غیر مشروع قرار دیا گیا ہے۔ اس قسم کے مسائل کے لئے بطور تحدید مجلۃ الأحکام العدلیۃ نے مادہ:25 کے تحت ایک اور قاعدہ ذکر کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: '' الضّرر لا یُزال بمثله'' یعنی ایک ضرر کا دفعیہ اگر دوسری ضرر کو جنم دے تو اس پر عمل کرکے ضررِ اول دفع کرنا ضروری نہیں ہے لیکن'' ازالۂ ضرر بالضّرر '' والا قاعدہ بھی مطلق نہیں ہے بلکہ یہ بھی اگلے تین قواعد جن کو مجلۃ الأحکام العدلیۃ میں مادہ:28، 27، 26 کے تحت ذکر کیا گیا ہے، کے ساتھ مقیّد ہے۔ مادہ: 26 کے الفاظ یہ ہیں:

'' یُتَحمّل الضّرَرُ الخاصُ لِدَفعِ الضّرَرِ العام ''مادہ:27 کے الفاظ یہ ہیں:'' الضّرَرُ الأشدُّ یُزالُ بالأخف '' جبکہ مادہ:28 ان الفاظ میں مذکور ہے'' إذَا تَعَارَضَت مُفسِدَتَانِ، رُوعِیَ أعظَمهما ضَرَرًا، بإرتکَابِ أخفّهما '' گویا کہ'' الضّرَرُ یُزال ''پر عمل کرتے وقت'' الضّرَرُ لا یُزال بِمثله '' کو سامنے رکھا جائے گا، اور اس پر عمل کرتے وقت''ضررِ عام وخاص'' اور''ضررِ شدید وخفیف'' کے ساتھ ساتھ'' إختِیَارُ أهون البَلِیّتینِ '' والے قواعد کو سامنے رکھا جائے گا کیونکہ ان قواعد میں اتنی گہری مناسبت موجود ہے کہ تمام قواعد سامنے نہ ہوں تو مختلف النوع

جزئیات کو حل نہیں کیا جاسکتا۔

✪ اس قاعدہ کے فروع میں سے ایک نظیر جس کو سلیم رستم باز نے الاشباہ لابن نجیم کے حوالے سے ذکر کیا ہے، یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے کسی پھل دار درخت کے پھل کو فروخت کیا، جس کی شاخیں پڑوسی کے گھر تک پھیلی ہوئیں ہیں، اب خریدار آکر پھل توڑنے کے لئے درخت پر چڑھتا ہے جس کی وجہ سے پڑوسی کے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے (جو اس کے حق میں ضرر ہے) اس خریدار کو حکم دیا جائے گا کہ وہ درخت پر چڑھتے وقت باآواز بلند پردہ کرنے کے لئے پکارے تاکہ پڑوسی کے گھر کی بے پردگی نہ ہو اور وہ ضرر و پریشانی سے بچ سکے، لیکن وہ دن میں ایک یا دو بار ایسا کر سکتا ہے کیونکہ بار بار درخت پر چڑھنے کی صورت میں بھی پڑوسی کا ضرر اور حرج موجود ہے۔ اگر یہی خریدار ان مذکورہ باتوں کی پابندی کرتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ مذکورہ پڑوسی عدالت کے " حکمِ امتناعی "کے تحت اس خریدار کو درخت پر چڑھنے سے روک سکتا ہے۔[36]

✪ قاعدہ مذکورہ کے فروع میں سے یہ بھی ہے کہ مثلاً ایک نہر ہے جس میں مختلف لوگ باہم شریک ہیں جو اس نہر کو اپنے کھیتوں کی سیرابی کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہ " نہر عام "ہے۔ نہر مذکور کی صفائی کا وقت آگیا (اور اس کی صفائی اہم ہے) اس میں تمام شرکاء کو شریک ہونا چاہئے کیونکہ ہر کوئی اس سے مستفید ہو رہا ہے۔ اگر ان میں سے بعض شرکاء نے اس نہر کی صفائی میں حصہ لینے سے انکار کیا (جو کہ دیگر شرکاء کے لئے ضرر اور پریشانی کا سبب ہے) حاکمِ وقت (انتظامیہ) ایسے شرکاء کو صفائی میں زبردستی حصہ لینے پر مجبور کر سکتا ہے۔[37]

کیونکہ مذکورہ صورت میں اگر یہ لوگ صفائی میں حصہ نہیں لیتے ہیں تو یہ باقی شرکاء کا نقصان ہے، ان کو زیادہ مشقت اور زیادہ اخراجات اٹھانے پڑیں گے لھٰذا ان سے اس نقصان کو دور کرتے ہوئے صفائی سے منکر شرکاء کو زبردستی صفائی میں حصہ لینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ حکم " نہر عام " کا ہے، اگر نہر عام نہ ہو بلکہ خاص ہو یا مثلاً چھوٹی سی ندی ہو جو صرف ایک شخص کے کھیتوں کی سیرابی کے لئے مخصوص ہو تو باقی لوگوں کو اس کی صفائی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ "نہر خاص" کی صفائی ان کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اس کی صفائی اس زمیندار کا کام ہے جس کے کھیتوں کی سیرابی کے لئے یہ "نہر خاص" استعمال کیا جارہا ہے۔

✪ محمد خالد الاتاسی لکھتے ہیں کہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مادہ نمبر: 21، 22، 25، 26، 27، 28، 29، 30 اور 31 اسی زیرِ بحث قاعدہ (الضّرر یُزال) کے فروع میں سے ہیں۔[38]

ذیل میں ان مادّات کے الفاظ کو نقل کیا جارہا ہے تاکہ قاعدۂ ازالۂ ضرر کی اطلاقی اور تطبیقی صورتوں کو پڑھنے کے

دوران قاری کے لئے آسانی ہو۔

❶ مادہ نمبر:21 " الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ المحظُورَاتِ "

❷ مادہ نمبر:22 " الضَّرُورَات تُتَقَدَّرُ بِقَدَرِها"

❸ مادہ نمبر:25 " الضَّرَرُ لَايُزَالُ بِمِثلها"

❹ مادہ نمبر: 26 " يُتحَمّلُ الضّرَرُ الخَاصُ لِدَفعِ ضَرَر عام "

❺ مادہ نمبر: 27 " الضّرَرُ الأشدُّ يُزالُ بالضّرَرِ الأخَفِّ "

❻ مادہ نمبر: 28 " إذَا تَعَارَضَ مُفسِدَتَانَ رُوعِيَ أعظَمهما ضَرَرًا بِارتكَابِ أخفّهما "

❼ مادہ نمبر: 29 " يُختَارُ أهونُ الشَّرَّين"

❽ مادہ نمبر: 30 " دَرءُ المفَاسِدِ أولٰى مِن جَلبِ المَنَافِعِ"

❾ مادہ نمبر: 31 " الضَّرَرُ يُدفَعُ بِقَدرِ الإمكَانِ"

❿ اسی طرح مادہ نمبر:19 " لَاضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ "اور مادہ نمبر:7 " الضّرَرُ لَايَكُونُ قَدِيمًا " [39] وہ قواعد ہیں جن کا تعلق " ضرر " سے ہے لٰہذا" ازالۂضرر "کے وقت ان تمام قواعد اور ان کی اطلاقی و تطبیقی صورتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے، تاکہ غلطی سے بچا جا سکے۔

تلخیص

ہربرٹ بروم کی شہرہ آفاق کتاب "Broom's Legal Maxims" میں ضرر اسی طرح قانونی طریقے سے ازالہ ضرر سے متعلق قاعدہ "There is no wrong without a remedy" اور مجلّۃالاَحکام العدلیۃ میں تقریباًبعینہ یہی قاعدہ" الضّرر یُزال "کے الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔ قاعدہ مذکورہ نہایت اہمیت اور بڑی افادیت پر مشتمل قاعدہ ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہربرٹ بروم نے اپنی کتاب کے باب پنجم بابت"Fundamental Legal Principles" میں اسے پہلی نمبر پر ذکر کیا ہے اور اس پر کافی تفصیلی بحث کرکے اس کی اطلاقی اور انطباقی صورتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ گویا کہ ہربرٹ بروم کے نزدیک " اساسی اصولِ قانون " میں یہ سب سے زیادہ اہم قاعدہ ہے۔ تبھی تو اس کو متعلقہ باب میں سب سے پہلے جگہ دی ہے۔

ہربرٹ بروم کے نزدیک اس قاعدہ میں مذکور "wrong" سے "Legal Authority" جبکہ "remedy"

سے مراد وہ تمام قانونی ذرائع ووسائل اور حقوقِ دعاویہ ہیں جن کو بروئے کار لاتے ہوئے کوئی بھی شخص اپنے قانونی حق کی تلافی اور مداوا کر سکتا ہے۔ ہربرٹ بروم کے نزدیک کسی بھی قانونی حق کے ساتھ قانونی تحفظ کی موجودگی باہم لازم اور ملزوم ہے یعنی جہاں پر بھی کسی کے قانونی حق کو کوئی نقصان پہنچ جائے، قانون ضرور اس کے اس نقصان کا بندوبست کر کے شخصِ متضرر کے نقصان کا ازالہ کرتا ہے۔ البتہ انھوں نے بعض استثنائی صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے قاعدہ مذکورہ کے کچھ حدود بھی متعین کر لئے ہیں جن کو وہ "Damnum absque injuria" یا "wrong with no remedy" کی اصطلاح کے طور پر استعمال کرتے ہیں، کہ جہاں پر یا تو سرے سے اس قاعدہ کا اطلاق ہی نہیں ہوتا ہے یا اطلاق تو ہوتا ہے لیکن نقصان کی صورت میں قانون شخصِ متضرر کے لئے کسی "remedy" کا بندوبست نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ ساتھ مفادِ عامہ کے خاطر سر انجام پانے والوں امور میں کبھی کبھار شخصی نقصانات ہو جاتے ہیں، کہاں پر ان نقصانات کا ازالہ ہوتا ہے اور کہاں پر نہیں؟ فاضل بروم نے اس پر بھی بحث کی ہے۔ برائے نام نقصانات "Nominal Damages" اور ان کی قانونی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا ہے۔ Trade Disputes، کاروباری افراد اور مزدورں کے درمیان پانے والے معاہدات اور ان کی قانونی حیثیت اور اس سے متعلق ضابطہ اخلاق پر بھی بہترین انداز میں گفتگو کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان نقصانات کا ذکر بھی کیا ہے جو ہنگامی اور خصوصی صورتحال میں کسی کو تفویض کرائے گئے قانونی اختیارات کے استعمال کی صورت میں وقوع پذیر ہوتے ہیں اور ان کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک وہ قسم نقصانات ہیں جو قانونی اختیارات کے استعمال کے ضمن میں وقوع پذیر ہوتے ہیں جن کا کوئی ازالہ اور مداوا نہیں ہوتا۔ دوسری قسم ان نقصانات کی بیان کی ہے جن کے لئے کوئی ازالہ اور مداوا موجود ہو۔ ہربرٹ بروم نے قاعدہ مذکورہ کی تشریح میں ایک اہم ضمنی قاعدہ اور اصول بھی ذکر کیا ہے وہ یہ کہ قانون اجتماعی نقصانات کا ازالہ بھی اجتماعی صورت میں کرتا ہے، نہ کہ انفرادی صورت میں۔ پس قانون کی اجتماعی نقصان کی "recovery" کے بعد حاصل شدہ چیز افراد پر تقسیم نہیں کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس چیز میں مشترک افراد کو قانون اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے کہ ہر کوئی انفرادی طور پر مجرم کے پیچھے پڑ کر حق کا مطالبہ کرے اور نہ ہی قانون افراد کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ کسی اجتماعی چیز میں عدالت سے اپنے حصے کا مطالبہ کرے۔

مجلّۃ الأحکام العدلیۃ میں مادہ:20 کے عنوان کے تحت ذکر شدہ قاعدہ "الضّرر یُزال" پر مجلہ کے شارحین عمدہ گفتگو کی ہے، کیونکہ اس کا شمار ان بنیادی قواعد میں ہوتا ہے جن کو فقہ اسلامی میں "القَوَاعِدُ الفِقھیة الأسَاسِیه الکُبریٰ" کا نام سے دیا جاتا ہے۔ جس میں ہر طرح کے قانونی حقوق کو پہنچائے گئے نقصانات کے ازالہ کا سامان موجود ہے۔ تاہم اس کے اطلاق اور انطباق کے وقت چند دیگر قواعد کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے جیسے "الضّرَرُ لا یُزالُ

بِمثله " " يُتحمّل الضّرَرُ الخاصُ لدَفعِ ضَرَر عام " " الضَّرَرُ الأَشَدُّ يُزالُ بالضّرَرِ الأَخَفِّ" اور اسی طرح" إختِيَارُ أهونُ الشّرَين "وغیرہ۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی قواعد ہیں جن کو محمد خالد الاتاسی نے " الضّرر يُزال" کے فروع میں شمار کیا ہے جن کے بغیر قاعدہ مذکورہ کی تشریح اور متعلقہ نظائر کی تکمیل ادھوری رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس قاعدہ کی تشریح اور اطلاقی وانطباقی صورتیں بیان کرتے وقت تقریباً تمام فقہاء اور اصولیین ان ذیلی قواعد کا لحاظ رکھتے ہیں۔

References

1 Hood:118

السیوطی، الاشباہ، دار الکتب العلمیۃ، صفحہ:7، بیروت، لبنان، 1983ء

Al-Sauti, Jalal-ud-Din, al- Ashbah, P.7, 1983

2

3 الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع فقہ الشافعی للسیوطی، صفحہ:83۔

Al-Sauti, Jalal-ud-Din, al- Ashbah, P.7, 1983

4 محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرۃ بخاری، ابو عبد اللہ۔194ھ =810ء کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ حبر الاسلام، حافظ حدیث، امام حدیث ہیں، "صحیح بخاری" اور "التاریخ الکبیر" کے مؤلف ہیں۔ طلب علم کے سلسلے میں کئی شہروں کے اسفار کئے۔ ایک ہزار شیوخ سے استفادہ کیا۔ صحیح بخاری تالیف کرنے پر متعصبین نے انہیں بخارا سے نکلنے پر مجبور کیا۔ خرتنگ چلے گئے اور وہاں256ھ =870ء کو وفات پائی۔(خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی، تاریخ بغداد، تحقیق: ڈاکٹر بشّار عوّاد معروف 6:2، ت:424، دار الغرب الاسلامی بیروت، طبع اول1422ھ =2002ء ؛ الاعلام 34:6)

5 عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، نقیب الانصار ہیں، پہلی اور دوسری بیعت عقبہ میں شامل ہوئے۔ کاتبین قرآن میں سے تھے، متعدد غزوات میں شرکت کی۔ عہدِ فاروقی میں شام کے قاضی رہے، حمص مقام تھا، فلسطین کے مقام رملہ میں 72 سال کی عمر پا کر 34 ہجری میں وفات پائی۔(أسد الغابۃ ت 2791، الاستیعاب ت 1380، طبقات ابن سعد 3/ 546، سیر أعلام النبلاء 2/5)

6 عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف، ابو العبّاس القرشی الہاشمی۔ رسول اللہ کے چچازاد تھے۔ عباس ان کا بڑا بیٹا تھا، جس کی وجہ سے رسول اللہ نے ان کی کنیت ابو العبّاس رکھی۔ 3 قبل ہجری =619ء کو شعب بن ابی طالب میں پیدا ہوئے۔ وسیع علم رکھنے کی وجہ سے انہیں "بحر" کہا جاتا تھا۔ حبر الامۃ اور ترجمان القرآن القابات بھی ہیں۔ 1660 مرویات ہیں۔ طائف میں رہتے تھے اور وہیں 68ھ =687ء کو وفات پائی۔(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ 291:3، ت:3037؛ الاعلام 95:4)

7 ابن ماجہ، القزوینی، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء الکتب العربیۃ، 1952ء، رقم الحدیث:2340، حکم الالبانی: صحیح

Ibni Majah:2340

8 ایضاً، رقم الحدیث:2341، حکم الالبانی: صحیح لغیرہ

Ibni Majah:2341

9 سعد بن مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الابجر بن عوف بن حارث بن خزرج ابو سعید الخدری۔ 10 قبل ہجری =613ء کو پیدا ہوئے۔ صحابی رسول ہیں۔ مدینہ میں رہتے تھے۔ اکثر اوقات رسول اللہ کے پاس ہوتے تھے اور ان سے روایات نقل کرتے تھے۔ 12 غزوات میں حصہ لیا۔ 1170 مرویات ہیں۔ 74ھ =693ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔(ابو نعیم اصفہانی، احمد بن عبد اللہ بن احمد، معرفۃ الصحابۃ، تحقیق: عادل بن یوسف العزازی 1260:3، دار الوطن للنشر ریاض، طبع اول 1419ھ =1998ء؛ الاعلام 87:3)

10 الدار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر، سنن الدار قطنی، تحقیق: شعیب الارنووط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2004ء، رقم الحدیث:4540، 41

Al-daar Qutni: 4540, 41

11 الحاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیشاپوری، المستدرک، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔ رقم الحدیث:2345

Al-Hakim: 2345

ابو داؤد، السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داوٗد، تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، لبنان، رقم الحدیث: 3635

Abu Daud:3635

12

13 البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی، صحیح البخاری، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، 1422ھ

Al-Bukhari, al-Shahih

14 البقرۃ:282

Al-Baqarah:282

15 صحیح البخاری، رقم الحدیث:01 Al-Bukhari : 01

الزحیلی، القواعد الفقھیۃ، جلد اول، صفحہ: 31، مکتبۃ الاسد، دارالفکر، دمشق۔ Al-Zuhaili, al-Tatbiqat: P.31

200616ء

17 یونس: 12 Younus:12

18 البقرۃ:233 Al-Baqarah:233

التوبۃ:107 Al-Taubah:107

19

20 ایضا، صفحہ:50 Ibid: 50

Herbert Broom, A selection of Legal Maxims, classified and illustrated, 10th Ed, Chapter: V, Page No.118, 21 Maxim:I, Lahore: Pakistan Law House, 2012

مجلّۃالاَحکام العدلیۃ، باب اول، المقالۃ الثانیۃ، مادہ:20، المطبعۃ الادبیۃ، بیروت، لبنان۔ 1402ھ Ottoman Mejjele, Chap:1, Item: 20

22

Broom's Legal Maxims, Chapter: V, P. 117 23

Ibid 24

Broom's Legal Maxims, P.118 25

Ibid 26

27 لم أطلع علی ترجمتہ۔

Ibid 28

Broom's Legal Maxims, P.120 29

Broom, P.122 30

31 یکم رجب 849ھ = 1445ء کو بروز اتوار بعد نمازِ مغرب قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی، الخضیری، الشافعی۔ جلال الدین لقب اور ابو الفضل کنیت ہے۔ امام، حافظ، مؤرّخ اور ادیب تھے۔ آپ نے پوری زندگی اخلاص وایثار کے ساتھ تعلیم وتعلم میں بسر کی۔ تفسیر، حدیث، جرح وتعدیل، فقہ، تاریخ، ادب غرض ہر شعبۂ علم میں ان کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، نحو، منطق، ادب، معانی اور تاریخ میں آپ نے کئی یادگار تصانیف چھوڑی ہیں۔ 911ھ = 1505ء کو وفات پائی۔ (سخاوی، شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد، الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، ناشر: منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت 65:4، بدون تاریخ؛ سیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاہرۃ، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم 7:1، طبعِ اول، ناشر: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1387ھ = 1967ء)

32۔ شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نُجَیم-926ھ کو پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت 926ھ میں قاہرہ میں فقہ حنفی کے صاحبِ اصول اور صاحبِ تالیف ہیں۔ اصول فقہ کے بڑے ماہر، عالم محقق اور کثیر التصانیف ہیں، جن میں الاَشباہ والنظائر، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، الرسائل الزینیۃ فی اصول الفقہ وغیرہ شامل ہیں، 970ھ کو وفات پائی۔ (شذرات الذھب 8: 358، الفوائد البھیۃ 134)

33 مجلّۃالاَحکام العدلیۃ، باب اول، المقالۃ الثانیۃ، مادہ : 19 Ottoman Mejjele, Chap: 1, Item: 19.

34 شرح المجلۃ از اتاسی، صفحہ:49 Khhalid al-Atasi, Sharh al- Majjalah, Chap:1, P.49

35 شرح المجلۃ از اتاسی، صفحہ:50 Khhalid al-Atasi, Sharh al- Majjalah, Chap:1, P.50

36 شرح المجلۃ از سلیم رستم باز، صفحہ:24؛ الاشباہ لابن نجیم، صفحہ:73 Saleem Rustan Baaz, Sharh al- Majjalah, Chap: 1, P.73

37 شرح المجلۃ از اتاسی، صفحہ:49 Khhalid al-Atasi, Sharh al- Majjalah, Chap:1, P.49

38 شرح المجلۃ از اتاسی، صفحہ:51 Khhalid al-Atasi, Sharh al- Majjalah, Chap:1, P.51

39 مجلّۃالاَحکام العدلیۃ، باب اول، المقالۃ الثانیۃ، مادات:7,19 Ottoman Mejjele, Chap: 1, Items: 7, 19.